اسلام کا نظام اقتصاد

اور

اس کے اصول ومبادی

تحریر:

حسین بن عبد العزیز آل الشیخ

ترجمہ:

سیف الرحمان حفظ الرحمان تیمی

اسلام زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے:

اسلام نے بنی نوع انسانیت کے لئے زندگی کے تمام تر مسائل میں واضح اور بے لاگ نقوش کھینچے ہیں، انسانی زندگی کا کوئی بھی بڑا سے بڑا یا چھوا ٹا سے چھوٹا مسئلہ ایسا نہیں جس کے بارے میں اسلام کی رہنمائی اور اشارہ موجود نہ ہو، وحی الہی کے نصوص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تمام طرح کے مسائل زیست پر مکمل روشنی ڈالتے ہیں، خواہ ان کا تعلق تعمیر و ترقی سے ہو یا اصلاح اور درستگی کے مسائل سے، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر ایک تار و پود کو اسلام نے دیکھا ہے، محکم اور دقیقہ رس اصول و مبادی وضع کئے ہیں، ربانی قوانین اخذ کئے ہیں، مکمل اور جامع منشور عطا کیا ہے، لینے کے بجائے دینے اور تفریق و انتشار کی جگہ اجتماعیت اور اتحاد کی تلقین کی ہے، تنفر سے گریز کرنے کی تاکید کی ہے، اور باہمی رواداری کو قائم رکھنے پر زور دیا ہے، تخریبی کاموں کے بجائے تعمیراتی کاز کو آگے بڑھانے کا درس دیا ہے اور شر و فساد کی جگہ امن اور آشتی نافذ کرنے کی بات کی ہے، اسلامی تعلیمات کے یہ ایسے نمایاں نقوش اور ممتاز نکات ہیں جو بشری زندگی کو انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر بلندی اور کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں "ما فرطنا فی الکتاب من شیء" (انعام:۳۸) ہم نے قرآن میں کسی قسم کی کمی نہیں رکھی ہے۔

مالی، معاشی اور اقتصادی پہلو پر اسلام کی نظر:

اسلامی احکام میں جن مراحل زیست پر خصوصی روشنی ڈالی گئی ہے اور انکا بڑا اہتمام ہوا ہے، ان میں مالی اور اقتصادی پہلو بھی شامل ہے، اسلام میں اقتصادیات کی عمارت کو مضبوط اور پختہ بنیادوں پر کھڑا کیا گیا ہے ،اس میں بلند اخلاق اور شریفانہ اقدار کی مکمل رعایت کی گئی ہے، اعلی مقاصد، پاک اور محترم اہداف کا پورا

لحاظ رکھا گیا ہے، قرآن کے نصوص میں اس کے اصول اور قوانین بتائے گئے ہیں اور سنت مبارکہ میں اس کے قواعد اور ضوابط پر شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، ان تمام نصوص کا بغور جائزہ لینے کے بعد ایک انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ اسلام نے اکتساب معاش میں اچھی طرح دیکھ بھال کر قدم اٹھانے کی تاکید کی ہے ،اس کے جائز ومباح طریقے اور مناسب اسباب واسالیب کی جانچ پرکھ پر زور دیا ہے کہ بہر صورت وہ دینی احکام سے متصادم نہ ہوں اور نہ ہی اعلی اقدار اور بلند اخلاق سے ہیچ اور پیچ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور توجیہات میں اس کی تاکید موجود ہے:"لا تزول قدما ابن آدم یوم القیامۃ حتی یسأل عن أربع" قیامت کے روز کسی بندے کا قدم اس وقت تک ٹل نہیں سکتا جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا جواب نہ طلب کر لیا جائے۔ ان میں ایک یہ بھی ہے:"وعن مالہ من أین اکتسبہ وفیم أنفقہ" اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا"(ترمذی بہ تصحیح البانی)
اسلام میں اقتصادی اور معاشی نظام کو عقیدہ کے ساتھ مربوط رکھا گیا ہے: اقتصادیات کے باب میں اسلامی منشور کا اہم وصف یہ ہے کہ اس کا یہ نظام عقیدہ اور اخلاق کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جس میں معاش اور اقتصاد کو دین قویم، اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ کے آئینہ میں پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلام میں اقتصادیات کے اصول ومبادی:

ان سب پر مستزاد یہ کہ اسلام نے نظام اقتصاد کی صالحیت کے لئے ایسے بلند وبالا اصول، قوانین اور قاعدے وضع کئے ہیں جن سے اسلام کی عظمت وکمال اور اسلامی منشور کی دقیقہ رسی اور تہ بینی واضح طور پر جھلک کر

سامنے آتی ہے، اسلام کو یہ نمایاں مقام دینے اور اسلامی نظام اقتصاد کو ممتاز کرنے میں جن اصول اور مبادی کا زیادہ اہم کردار ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

پہلا اصول: امانت داری اور راست گوئی:

اسلامی نظام اقتصاد کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ معاملات اور لین دین میں صدق گوئی اور امانت داری کو ترجیحی طور پر اپنایا جائے، یہ دو ایسی صفتیں ہیں جنہیں عمومیت کے ساتھ تمام مومنین کی صفت کہا گیا ہے، سورۂ توبہ: ۱۱۹، اور سورۂ نساء: ۵۸ میں انہی اصول پر روشنی ڈالی گئی ہے، لیکن لین دین اور کاروباری معاملات میں ان صفتوں کو بطور خاص اپنانے کا حکم وارد ہوا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: التاجر الأمین الصدوق مع النبیین والصدیقین والشھداء" یعنی امانت دار اور راست باز تاجر (قیامت کے روز) نبیوں، راست گو، اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔ (ترمذی) صحیحین کی روایت ہے: فان صدقا وبینا بورک لھما فی بیعھما، وان کذبا محقت برکۃ بیعھما" اگر تاجر اور خریدار دونوں صدق گوئی اور واضح بیانی سے کام لیں تو دونوں کی تجارت میں برکت ہوگی، اور اگر کذب بیانی کی تو خرید وفرخت کی برکت ختم ہو جائیگی۔ سچائی جس طرح مسلمانوں کے ساتھ مطلوب ہے اسی طرح غیر مسلموں کے ساتھ بھی، جب مسلمان کاروباری معاملات اور تجارتی مشاغل اور دیگر تمام لین دین میں سچائی اور راست گوئی پر قائم رہے، تو بہت سارے سماج انکی اس صدق پسندانہ روش سے متاثر ہو کر جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، اور انکی پوری سوسائٹی مسلم معاشرے میں تبدیل ہو گئی، اسلام کی پوری تاریخ اس کی مثالوں اور عملی نمونوں سے بھری پڑی ہے، عین اسی طرح امانت بھی سراپا خیر ہے، بھلائی ہے، ہر فرد مسلم پر واجب ہے کہ اس خوئے مؤمنانہ سے اپنے آپ کو لیس کرے، خواہ اس کا تعلق مسلم سے ہو یا کافر سے، دوست سے ہو یا دشمن سے، بغیر کسی تفریق کے امانت داری کا پاس ولحاظ رکھنا ہمارے ایمان کا جزء لاینفک ہے: "ادّ الأمانۃ الی من ائتمنک ولا تخن

من خانک" جس نے تجھے اپنی امانت سپرد کی ہے، اسکی امانت اسے پہنچادو، اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی ہے، اس کے ساتھ خیانت نہ کرو (حدیث صحیح ہے، ابو داؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے، بہ تصحیح الحاکم)

دوسرا اصول: نرم روی اور سہولت پسندی:

بیع وشراء، خرید وفروخت اور عام معاملات زندگی میں نرم روی، فراخ دلی اور آسان پسندی کو روا رکھنا بھی اسلامی نظام اقتصاد کا ایک اہم اصول ہے، حدیث پاک ہے: رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع، سمحا اذا اشتری، سمحا اذا قضی، سمحا اذا اقتضی" (بخاری) اللہ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو خریدتے، بیچتے، فیصلہ کرتے، اور فیصلہ طلب کرتے ہر حال میں نرم روی اور فراخ دلی پر قائم رہتا ہے۔

نرم روی اور آسان پسندی کے اس اصول کی بہت سی شکلیں ہو سکتی ہیں، مثلا تنگ حال قرضدار کو مہلت دینا، متعین اوقات والے معاملات میں حسب ضرورت و سہولت توسیع کرنا اور حسب امکان مہلت کی گنجائش رکھنا، سورۂ بقرۃ: ۲۸۰ میں اس کی تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے، بخاری کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے دن) اللہ کے حضور ایک ایسے بندے کو حاضر کیا جائیگا جسے اللہ نے مال ودولت عطا کی تھی اور اللہ اس سے کہیگا: تم نے مال ودولت سے دنیا میں کیا کیا؟ تو بندہ کہیگا: میرے رب: تو نے مجھے مال ودولت عطا کی تھی، میں لوگوں سے بیع وشراء کرتا تھا، اور میرے اندر جواز (مہلت دینے) کی صفت ودیعت تھی، میں تنگ حالوں پر آسانی کرتا تھا، پریشان حال قرضدار کو مہلت دیتا تھا، تو اللہ فرمائیگا: میں تم سے زیادہ اس خوئے جواز کا حق رکھتا ہوں، میرے اس بندے کو درگزر کردو۔

نرم روی کی ایک شکل بیع کو فسخ کرنا بھی ہے، یعنی جب خریدار کو سامان کی ضرورت محسوس نہ ہو اور وہ خریدا ہوا سامان واپس کرنا چاہے تو فروخت کرنے والا اس پر راضی ہو جائے: من أقال مسلما أقال اللہ

عثرتہ" جس نے (بیع وشراء کو فسخ کرکے) مسلم کے ساتھ آسانی کی، اللہ اس کے ساتھ (اس کے گناہ کو در گزر کرکے) آسانی کریگا۔ (ابوداؤد بہ سند صحیح)

تیسرا اصول: فریقین کے درمیان مکمل رضامندی:

اسلام نے بیع وشراء کی صحت کے لئے فریقین کے درمیان مکمل رضامندی کو شرط قرار دیا ہے، ہر طرح کے تصرف اور تبدیلی کے لئے دونوں کو یکساں اختیار دیا گیا ہے، تاکہ کوئی دوسرے کو ایسی شرط پر مجبور نہ کرسکے جس سے وہ بہ طیب خاطر راضی نہ ہو، یا اس سے کوئی چیز نہ اخذ کرلے جس کے لینے کا جواز نہ بنتا ہو، سورۂ نساء:۲۹ میں اس کے بارے میں اصولی بات کی گئی ہے، نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے خر:ید وفروخت باہمی رضامندی سے ہی درست قرار پاتی ہے "(ابن ماجہ بہ تصحیح البانی)
اس اصول کی حکمت یہ ہے کہ اسلام میں مال ومنال کو بھی حرمت اور صیانت حاصل ہے، اسے ان پانچ بنیادی ضروریات میں شامل رکھا گیا ہے، جن کی حفاظت شریعت کا لازمی مقصد اور حتمی مراد ہے، آپ کا ارشاد ہے: "لا یحل لامرأ أن یأخذ عصا أخیہ بغیر طیب نفس منہ "یعنی، کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر دلی رضامندی کے اپنے بھائی کی لاٹھی بھی لے _(احمد وبزار ،بہ تصحیح ابن حبان)
اسی اصول کو سامنے رکھ کر اسلام میں ان تمام معاملات کو حرام قرار دیا گیا ہے جن میں کسی ایک فریق پر ظلم ، زیادتی اور ستم رانی کی راہ ہموار ہوتی ہے، اور اسے کسی طرح بھی نقصان اور خسران کا سامنا ہو سکتا ہے، اسی عظیم مقصد کو بروئے عمل لانے کے لئے فحش، دھوکا، فریب، اور اسکی تمام نوعیت کو بہ تصریح حرام ٹھرایا گیا ہے، بلکہ اسلام کی یہ امتیازی خوبی ہے کہ اگر کسی معاملہ میں غش واقع بھی ہو جائے تو اس بیع کو فسخ کرنے کی گنجائش باقی رکھی گئی ہے، تاکہ کسی بھی فریق کو گھاٹے کا سودہ نہ کرنا پڑے، اور خریدے ہوئے سامان کا عیب جب ظاہر ہو جائے تو اس کو لوٹانے کا اختیار اور امکان باقی رہے، ہماری شریعت مطہرہ کے عام اصول اور

بنیادی مبادی کا ایک نہایت ہی قابل اعتناء حصہ یہ ہے کہ بہر صورت معاملات، برتاؤ، لین دین میں فریب سے دور رہا جائے، صحیح مسلم کی صریح روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "غرر" یعنی دھوکا سے منع فرمایا ہے، اور غرر کے مفہوم میں "خداع" بھی شامل ہے، جس کا مطلب ہے کہ معاملہ جس وقت طے پائے، اس وقت فریقین کی مکمل رضامندی ظاہر نہ ہو، یا معاملہ کسی ایسی چیز سے متعلق ہو جس کا انجام کسی فریق سے مخفی رہ جائے، یہ دونوں صورتیں خداع اور غرر میں شامل ہیں، گویا اسلامی طریقہ کے مطابق عقد اور بیع اسی وقت مکمل ہو گی جب فریقین کی رضامندی کے ساتھ ساتھ معاملہ کے دروبست پورے طور پر واضح کردئے جائیں، اور کسی قسم کا غموض اور پیچیدگی باقی نہ رکھی جائے۔

چوتھا اصول: ان تمام عوامل سے اجتناب کی تاکید آئی ہے، جن سے مسلمانوں کی باہمی اخوت اور آپسی ملنساری پر ضرب پڑنے کا امکان ہو:

اسلام کے نظام اقتصاد ہی کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ان تمام پیش قدمیوں سے باز رہنے کا امر وارد ہوا ہے جن کے سبب مومنین کے درمیان کشمکش کی صورت اور رسہ کشی کی نوبت پیدا ہونے کا خدشہ ہو، تاکہ بغض وعناد کی درآئی اور تعلقات کی ناہمواری سے دور رہا جاسکے، اس اصول کے عملی نقوش ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ذریں ارشادات میں ملتے ہیں جن میں آپ نے بیع پر بیع اور سودے پر سودا کرنے سے ممانعت فرمائی ہے، کیونکہ اس سے معاشرے کے دوافراد کے درمیان روابط کمزور پڑنے اور ایک دوسرے کے تئیں حسد، بغض249 عناد، اور نفرت کی فضا پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

پانچواں اصول: ضرورت مند کی ضرورت کا غلط فائدہ اٹھانے سے سخت ممانعت :

کسی بھی انسان کو کبھی بھی کسی کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے، تاہم اس کی اس حاجت کا غلط استعمال کرنے کا ارادہ کرنا اور موقع پا کر سامنے والے کا استحصال کرنے کی ذہنیت رکھنا دونوں ہی اسلام کے نظام تعامل اور نظام اقتصاد سے کلی طور پر متصادم ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات ہمیں حاجت مندوں کی حاجت بر آری کا حکم دیتی ہیں اور ضرورت مندوں کے کام آنے پر برانگیختہ کرتی ہیں، آپ کا یہ فرمان کس قدر انسانیت نوازی کے اقدار سکھاتا ہے، آپ ملاحظہ فرمائیں: المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ، ومن کان فی حاجۃ أخیہ کان اللہ فی حاجتہ، ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ" (ابوداؤد وترمذی)۔

یہ حدیث اس بات پر عین شاہد ہے کہ کسی ضرورت مند پر من مانی شروط عائد کرنا اور اسے ناروا قیود کے حصار میں گھیر کر تنگی میں ڈالنا اسلامی اصول ومبادی کے بالکل مخالف اور اسلامی منشا سے مختلف ہے، اسی اصول کی بنیاد پر اسلام نے "احتکار" سے منع فرمایا ہے، صحیح حدیث کے الفاظ ہیں: لا یحتکر الا خاطیء" (مسلم) یعنی احتکار کرنا گناہ ہے۔ علماء اسلام کی اصطلاح میں احتکار کا مطلب ہے ضرورت اور مانگ کے وقت سامان تجارت کو خریداروں اور حاجت مندوں سے چھپا کر ذخیرہ کرنا تاکہ بازار میں اس کی کمی ہو، مانگ بڑھے اور قیمت میں اضافہ ہو، اللہ کا فرمان ہے "ولا تبخسوا الناس أشیاءہم" (اعراف:۸۵) یعنی کہ لوگوں کو انکی چیزیں کم نہ دو!

چھٹا اصول: احسان:

شریعت اسلامیہ کے عمومی اصول ومبادی کا ایک مہتم بالشان جزء ہے نظریۂ احسان، اللہ اپنے محسن بندوں کو محبوب بھی رکھتا ہے اور اپنے مؤمن بندوں کو اس کا حکم بھی دیتا ہے، سورۂ نحل:۹۰ اور سورۂ بقرہ ۹۵ میں اس کی تفصیل موجود ہے، اقتصادی معاملات میں نظریۂ احسان کی شکل یہ ہے کہ صلح وآشتی کو ہر حال میں دامن گیر رکھا جائے ،بلکہ صلح کو خیر وبھلائی کا سرچشمہ گردانا جائے :"والصلح خیر"نساء :۱۲۸ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی تعلیم ہے:"الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا أحل حراما أو حرم حلالا"یعنی کہ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے، سوائے اس صلح کے جس سے کوئی حرام چیز جائز ہو جائے یا حلال چیز پر حرمت کا عمل درآئے۔

یہ اسلام کے نظریۂ احسان کا ہی پرتو ہے کہ بغیر کسی سابقہ شرط کے اچھے انداز میں بہتر بدل کے ساتھ قرض ادا کیا جائے، آپ کا ارشاد گرامی ہے:ان خیارکم أحسنکم قضاء"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے اچھے (انداز وبدل کے ساتھ) قرض ادا کرے۔(مسلم)

احسان کا ایک پہلو یہ بھی ہے، اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ تربیت دی ہے کہ خریداروں کے ساتھ رحمت وشفقت کا برتاؤ کریں، بایں طور کہ اپج کی مقدار کو بڑھانے کا ہر ممکن طریقہ اپنائیں تاکہ معمولی اور مناسب قیمت پر تمام لوگوں کو اناج ، غلہ، فصل اور ہر قسم کی اشیاء خوردنی میسر ہو سکیں، اسلام نے انسانیت پر مشتمل اپنی تعلیمات میں اس کی بھی رہنمائی کی ہے کہ جس قدر ممکن ہو پیداوار اور مصنوعات کی قیمت کو کم سے کم رکھا جائے، اس کی شکل یہ بتائی گئی ہے کہ تاجر اور خریدار کے درمیان کسی تیسرے فرد کی دخل اندازی سے حتی المقدور بچا جائے، بالواسطہ تجارت پر بلاواسطہ تجارت کو ترجیح دی جائے، اس لئے کہ تیسرے فرد کی دخل اندازی سے خریدار کا بوجھ مزید بڑھ جاتا اور قیمت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:لایبیع حاضر لباد" کوئی شہری کسی دیہاتی کے

لئے خرید و فروخت نہ کرے۔(متفق علیہ)یعنی کہ کسی دلال کو دخل اندازی کا موقع نہ دیا جائے،امام بخاری نے اس حدیث کے لئے جو باب قائم کیا ہے ، اس سے حدیث کا یہی مفہوم ظاہر ہوتا ہے_ اس نظریہ احسان کا ایک جلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے بھی عیاں ہوتا ہے:لا تلقوا السلع حتی یھبط بھا الأسواق "(متفق علیہ)اس حدیث کے منطوق سے جو معنی ومفہوم سمجھ میں آتا ہے وہ یہی ہے کہ شہروں، قصبوں، علاقوں میں گھوم گھوم کر سامان تجارت خریدنا اور اسے ذخیرہ کرنا، پھر یک بارگی بازار میں اترنا اور قیمت بڑھا کر سودا کرنا اسلامی نظام اقتصاد کے مزاج سے بالکل مختلف ہے، کیونکہ اس سے جہاں اضافی قیمت دیکر سامان خریدنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے،وہیں یہ طریقۂ تجارت اشیاء خوردونوش کو عام لوگوں کی دسترس سے باہر کر دیتا ہے ۔

ساتواں اصول:اخلاص اور اتقان:

اسلام اپنے اصول میں اس بات کا حریص نظر آتا ہے کہ جس چیز پر فریقین کے درمیان بات طے ہو جائے ،اسے بغیر نقصان، کمی،اور جھول کے پورا کیا جائے،اسلام نے اپنے متبعین کی یہ تربیت بھی کی ہے کہ ہر کام میں وصف اتقان اور خوئے اخلاص کو بر قرار رکھیں،یہ مسلمانوں کی امتیازی شان بھی ہے اور نمایاں پہچان بھی،نبی اکرم کی حدیث پاک ہے :ان اللہ یحب اذا عمل أحدکم عملا أن یتقنہ "(البیھقی) اللہ کو محبوب ہے کہ تم میں سے کوئی کام کرے تو اس کو بہتر انداز میں پورا کرے_

آٹھواں اصول:وفا وصفا:

اسلام نے جس طرح مزدوروں کے حقوق پورا کرنے پر زرو دیا ہے،اسی طرح مزدور پر بھی کچھ حقوق واجب قرار دئے ہیں،خواہ اس عامل کا سروکار سوسائٹی کے تمام افراد سے ہو،یا ریاست کے کچھ خاص خطوں سے

، بہر صورت عامل کی حقوق بر آری کے دست بہ دست اس کے اوپر جو واجبات اور ذمہ داریاں ہیں ، انکی پاسداری بھی عامل کے لئے یکساں طور پر ضروری ہے ،اور اس ذمہ داری کے مقتضیات کی تکمیل بھی خوئے وفاداری کا لازمی حصہ ہے ، مزدور کے حقوق میں بنیادی طور پر جو اہم مانے جاتے ہیں وہ ہیں کام کا بوجھ دیکر اسے زچ کرنے اور تکلیف پہنچانے سے احتراز برتنا،اور طاقت واستطاعت سے زیادہ ذمہ داری نہ دینا،شریعت مبارکہ کا اصول ہے :لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" (بقرۃ:۲۸۶) اللہ قدرت سے زیادہ کسی کو مکلف نہیں کرتا_

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک بھی ہے :" ھم اخوانکم جعلھم اللہ تحت أیدیکم فمن کان أخوہ تحت یدہ فلیطعمہ ممایطعم،ولیلبسہ ممایلبس،ولاتکلفوھم مایغلبھم فان کلفتموھم فأعینوھم "(متفق علیہ)وہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت رکھا ہے، جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اسے وہی کھلائے جو خود کھائے، اسے وہی پہنائے جو خود پہنے اور تم انہیں طاقت وقدرت سے زیادہ بوجھ مت دو، اگر ایسا کرو بھی تو اس کی مدد کرو!

خوئے وفااور وصف صفا کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ عامل اور مزدور کی اجرت اور مزدوری اس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے ادا کردی جائے، نبی ہادی کا چشم کشا فرمان ہے:" أعطواالأجیر أجرہ قبل أن یجف عرقہ "یعنی مزدور کی پیشانی پہ ناگواری کے بل پڑنے اور پیشانی کی تراوٹ خشک ہونے سے قبل ہی اس کی اجرت ادا کردو۔ بخاری کی ایک روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں کے خلاف حجت قائم کرونگا" آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جن کے خلاف آپ کی ذات مبارکہ وکیل بن کر کھڑی ہوگی، کیا اس کی نجات کی امید کی جاسکتی ہے، ان تین لوگوں میں ایک وہ بھی ہوگا جو اجرت پر کسی مزدور کو بلائے ،اس سے پورا پورا کام لے اور اسے اجرت سے محروم رکھے _(بخاری)

ہم اگر آج بھی اپنے سماج معاشرہ اوراپنی زندگی میں وہی رونق، طمانینت، سکون، راحت، وفا، خلوص، محبت، امن، آشتی، خیر، بھلائی اور اخوت و خیر سگالی چاہتے ہیں جو صحابۂ کرام اور اسلاف عظام کی زندگی کی شان اور پہچان تھی، تو ہمیں اسلام کے نظام تعامل اور نظام معیشت کے ان روشن نقوش کو اپنے سلوک و برتاؤ کا حصہ بنانا ہو گا، اور اپنے پائے عمل کو انہی نقوش کے گرد آشنا کرنا ہو گا، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی تعلیمات، ارشادات، احکام، فرامین، نظام، اصول اور مبادی تمام کے تمام خیر، بھلائی اور دین دنیا کی سعادت و سرفرازی کا منبع اور ضامن ہیں، امت کے لئے بہر حال یہ ضروری بلکہ لابدی امر ہے کہ ہر گوشۂ زندگی میں انہیں نافذ العمل بنائیں، اور حیات مستعار کو انکے جلووں سے منور کریں تاکہ زندگی کی شب دیجور میں ربانی قندیل کی شعائیں حاصل ہوتی رہیں اور سفر حیات بہ آسانی ساحل مراد سے ہمکنار ہو سکے ۔

(ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون)

ایمان وایقان والوں کے لئے اللہ سے بہتر اور برتر فیصل کون ہو سکتا ہے ؟